Dr. Rizwana Perween
R.N College Hajipur Vaishali
B.A- Part- II , (Hon.)
Paper - IV
Datee- 21-07-2020
Time- 2:00 P.M
Topic:- Bagh-O-Bahar or Meer Aman

## باغ و بہار اور میر امن
"باب"

سوال:- باغ و بہار کا تنقیدی جائزہ پیش کریں؟

جواب:- جس زبان میں تصنّع اور بناوٹ کا دور دورہ تھا اور لفاظی اور عبارت آرائی کا بول بالا تھا، میر امن نے اس زبان میں باغ و بہار لکھ کر سادگی، صفائی اور سہل نگاری کا راستہ دکھایا۔ ضرورت ہے کہ میر امن کے بارے میں تفصیل سے لکھا جائے لیکن دشواری یہ ہے کہ باغ و بہار لکھنے سے پہلے میر امن گمنامی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ان کے بارے میں صرف وہی معلومات دستیاب ہیں جو انہوں نے جو انہوں نے اپنی کتاب باغ و بہار اور گنج خوبی میں فراہم کر دی ہیں۔

میر امن کا نام "میر امان" تھا، امن تخلص کرتے تھے۔ دہلی کے رہنے والے تھے اور وہاں ان کی آبائی جاگیر موجود تھی۔ لیکن احمد شاہ ابدالی کے حملے میں سورج مل جاٹ نے اس پر قبضہ کر لیا۔ میر امن دہلی کی سکونت ترک کر پٹنہ چلے گئے۔ کچھ دنوں وہاں قیام کیا۔ اس کے بعد کلکتہ پہنچ کر کچھ وقت بے روزگاری میں گزارا۔ آخر میں میر بہادر علی حسینی کے ذریعہ فورٹ ولیم کالج تک رسائی ہوئی اور منشی کی حیثیت سے ان کا ماہانہ ۴۰ روپیہ پر تقرر ہوا۔

میر امن کی "باغ و بہار" فورٹ ولیم کی تحریک کا نتیجہ ہے۔ "باغ و بہار" کا اصل ماخذ میر محمد حسین عطا خان تحسین کی فارسی کتاب "نوطرز مرصع" ہے۔ جسے ڈاکٹر جان گلکرائسٹ کی فرمائش پر سادہ اور عام زبان میں میر امن نے 1802ء میں لکھا۔ اس کالج کا مقصد ایسی کتابیں تیار کرنا تھا جس کے ذریعہ انگریزوں کو ہندوستانی زبان اور خاص کر اردو سے انھیں روشناس کرانا تھا۔ اس سلسلے میں بہت ساری کتابیں لکھی گئیں جن میں سے ایک سب سے اہم کتاب "باغ و بہار" ہے۔

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ داستانی ادب جن خوبیوں اور خامیوں سے عبارت ہے وہ سبھی باغ و بہار میں موجود ہے۔ باوجود اس کے باغ و بہار میں چند ایسی خوبیاں موجود ہیں جن کے سبب یہ اپنے عہد کی لکھی گئی کتابوں میں اہمیت کی حامل ہے۔

باغ و بہار کو لافانی اور سدابہار بنانے میں میر امن کے اسلوب کا سب سے اہم دخل ہے۔ میر امن کو دہلی کی زبان پر عبور حاصل تھا اور یہی وجہ ہے کہ انہوں روزانہ کی بول چال کے انداز میں قصّے کو پیش کیا ہے۔ اس کا انداز بیان نہایت سادہ، دلکش اور موثر ہے۔ باغ و بہار کی سادہ اور بے تکلّف نثر نے اُردو کو ایک نیا راستہ دکھایا اور اہل قلم کو یہ احساس دلادیا کہ سادگی کا حسن بناوٹی حسن سے زیادہ جاذبیت رکھتا ہے۔

باغ و بہار میں کوئی باقاعدہ پلاٹ نہیں ملتا صرف چار درویشوں کے الگ الگ قصّے ہیں۔ اس قصے/داستان میں چار ہیرو ہیں جو بظاہر درویش ہیں لیکن اصل میں وہ کسی نہ کسی ملک کے شہزادے ہیں۔ اسے اتفاق کہا جائے یا کردار نگاری کی خامی کہ مرد سرداروں میں سے کوئی بھی سردار متاثر نہیں کرتا۔ لیکن اس کے برعکس نسوانی کرداروں میں زندگی اور جان ملتی ہے۔ میر امن واقعہ نگاری کے فن سے واقف ہیں، وہ قصّے کو اس قدر دل چسپ انداز میں پیش کرتے ہیں کہ قاری ان قصّوں میں کھوجاتا ہے۔

مختصر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ 'باغ و بہار' زوال پذیر معاشرے کی پیداوار تھی۔ جس طرح تمام داستانوں میں جنسی چٹخارے کے ساتھ ساتھ مذہبی افکار بھی ملے جلے ملتے ہیں ان ہی خوبیوں اور خامیوں سے باغ و بہار بھی مزیّن ہے۔

میر امن نے دہلی کی عام بول چال کی زبان میں باغ و بہار
کو تحریر / ترجمہ کیا، اور بول چال کا رنگ گہرا کرنے کے لئے
ہندی الفاظ کا جا بجا سلیقے سے استعمال کیا ہے جس
سے عبارت میں ایک خاص طرح کا ترنم اور
آہنگ پیدا ہو گیا ہے ان ہی اسباب کی بنیاد
پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس داستان کی زبان
موجودہ عہد کی زبان سے مشابہ ہے۔ ڈاکٹر سید
عبداللہ نے اس کے بارے میں ٹھیک ہی کہا ہے کہ
"باغ و بہار / اردو نثر کی پہلی زندہ کتاب قرار پاتی ہے"۔
باغ و بہار کی اسی خوبی کے اعتراف میں سر سید احمد خاں
لکھتے ہیں:

"میر امن کو اردو نثر میں وہی مرتبہ حاصل ہے
جو میر تقی میر کو شاعری میں حاصل ہے"۔

— ∝ —